بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم - انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۸	۱۷- مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۹- صفر سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

سنو! مین کیا کہتا ہون

اے پنجاب کے مسلمانون!! اپنی جانون پر ظلم نکرو اور میری آواز پر کان دھرو- اب تو خدا وند تعالےٰ کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کرکے نکلجاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی ہے اور جہان پر آجاوے وہان کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہی گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس واسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہی یعنی تم سچے اور اضطرار دل کیساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تمکو للکارا پر تم نے اسکی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا- التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تم پر سے یہ غضب اٹھا لیا جاوے تمہارے مذاق بازیون پر اللہ تعالےٰ انکو خبر دیچکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملونسے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا- سو یاد کرلو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کیواسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرکے .. مضطر دن کی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کرلو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنیگا اور تم لوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تمکو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تمسے جدا ہوچکے ہونگے اور اے لاہور اور امرتسر شہرونکے مسلمانون تم کسی نا سمجھ ہو اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اسنے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہوجاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اسوقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لبِ دریا آجایا کرتی ہی ۔ عطا محمد سب اوورسیر از کوئٹہ

سنت صحیحہ ہے۔ بعدہ اجماع صحابہ ہے جو مستند بکتاب اللہ و سنت صحیحہ ہو اور فیصلہ درمیان احادیث کیلئے بھی کتب اصول حدیث میں یہ اصول موصل لکھے گئے ہیں کہ صحیح کو ضعیف پر مقدم کر کر ضعیف کو ترک کیا جاتا ہے اور صحیح کو اخذ وغیر ذلک من القواعد والاصول۔ لہذا ہم پر فرض و واجب ہے کہ اسی اصول کو مرعی رکھ کر اس مسئلہ پیش آمدہ کا فیصلہ کریں کیونکہ یہ مسئلہ اب قبل از وقت نہیں رہا ایک مدعی اپنے وقت پر موجود ہوگیا ہے اور جبکہ کوئی حکم اسی ترتیب ادلہ سے اس اختلاف عظیم کو رفع فرمادیوے تو نور علی نور ہے اور ہم پر واجبات سے ہے کہ اس کو بسر و چشم قبول کریں۔ کما قال اللہ تعالے فلا و ربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ خصوصاً جبکہ وہ حکم اس ترتیب ادلہ شرعیہ سے فیصلہ دیکر ساتھ اسکے اس فیصلہ پر نشانات سماویہ و ارضیہ اور دیگر خوارق و معجزات والہامات صادقہ بھی پیش کرے اندریں صورت اسکے قبول نہ کرنے میں اور مجتبی لا امتی کا مصداق بنکر تکذیب کیے جانے میں خطرہ عظیم الحاد کا بالضرور ہے ونعوذ باللہ منہ ناظرین منصفین خوب جانتے ہیں کہ کسی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ادنے سراغ کافی ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اسقدر دلایل قطعیہ کسی مقدمہ میں موجود ہو جاویں۔

مقدمہ رابعہ

قرآن مجید میں تو کسی طرح کا اختلاف ہو ہی نہیں سکتا البتہ روایات حدیثیہ میں جو تخمیناً ڈیڑھ سو برس کے بعد تحریر میں منضبط ہوئیں ہیں بہت بڑا اختلاف واقع ہے لہذا درصورت تعارض کے اور عدم امکان توفیق و تطبیق کے دونوں روایتوں میں سے وہ روایت اخذ کیجاوے گی کیونکہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ فیہا کتب قیمۃ کی پوری مصداق ہے اور لم یجعل لہ عوجا اسی کے حق میں فرمایا گیا ہے۔ ہاں البتہ یہ امر ضرور ہے کہ اس توفیق و تطبیق میں جہانتک لسان عرب اجازت استعارہ مجاز اور تشبیہ کے دیوےگی حتی الوسع بین الاحادیث توفیق و تلفیق کیجاوے گی۔ کیونکہ استعارہ مجاز وغیرہ اول تو کل زبان عرب میں شایع ہے مگر پیشین گوئیوں میں تو استعارہ و تشبیہ وغیرہ بہت کثرت سے غالب ہوتا ہے اس عمل میں ہم اسواسطے کوشش کرتے ہیں کہ قضیہ الاعمال خیر من الاہمال جو قاعدہ علم اصول کا ہے وہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اب بعد تمہید ان ہر چہار مقدمات کے جو چار و ناچار واجب القبول ہیں آپکے ہر ایک نمبر کا جواب بلحاظ ترتیب طبعی کے دیا جاتا ہے لہذا اولا ہم وفات و حیات عیسے بن مریم پر نظر کرتے ہیں۔ یہ خیال تو بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسے کی حیات پر مفسرین و علما کا اتفاق ہے کیونکہ ہم جو کوئی تفسیر دنیا کی تفسیرون میں سے دیکھتے ہیں اس میں کسی نہ کسی کا قول وفات کا بھی پاتے ہیں تفسیر جلالین ہی کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ تمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ و قال بموتہ۔ امام مالک کا قول مجمع البحار میں وقوع موت ہی کی نسبت لکھا ہوا ہے اور دیگر آئمہ کبار کے اقوال بھی حضرت عیسے کی وفات کی نسبت تفاسیر معالم التنزیل وغیرہ میں پائے جاتے ہیں جنکا ذکر بسبب طوالت کے اس خط میں نہیں کیا جا سکتا لہذا جبکہ خود مفسرین اور علما کے اقوال ہی اس حیات عیسے میں مختلف پائے گئے تو حضرت عیسے کی حیات خود متمسکات مخالفین ہی سے مشکوک ہوگئی خصوصاً جبکہ سنت اللہ اسکے مخالف پڑی ہوئی ہے بنا ءعلی ہذا جسقدر حالات اور خیالات کتب تفاسیر یا رسایل اثار حشر میں ان کی حیات پر مترتب کیے گئے ہیں وہ بھی سب مشکوک ہوگئے اور جبکہ ظن کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً تو پھر شک کا کیا ذکر ہے جو مفید کسی علم کا ہو سکے کیونکہ علم و یقین کی بنا امر شکی پر کیونکر ہو سکتی ہے علاوہ اسپر یہ ہے کہ قول بالحیات الکذائیہ جو بالکل مخالف سنت اللہ کے ہے اگرچہ توحید اسلام کو ہر وقت میں ضرر رساں تھا لیکن نہ اسقدر کہ اس زمانہ فتن دجالیہ میں مضر ہے مضر کیا ہے وہ تو ایک سم قاتل ہے کیونکہ مذہب صلیبی اس قرن میں تمام دنیا میں بڑے زور و شور سے پھیل رہا ہے جو زمانہ سابق میں اسکے ایسے شیوع کا پتہ بھی نہیں تھا پس حضرت عیسے کی ایسی حیات کہ جس میں نہ حاجت اکل و شرب کی ہو اور نہ کسی طرح کا تغیر ان کے جسم میں پیدا ہوتا ہو بلکہ بصفات مختصہ الوہیت یعنی الان کما کان اور لا یزول ولا یحول وغیرہ وغیرہ متصف ہو جو کسی بشر میں آدم سے لیکر قیامت تک نہیں پائی جاتیں توحید اسلام کے لیے جو قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ہی ایک سم قاتل ہے (اور مذہب مسمی صلیبی کے لیئے ایسا مفید ہے جیسا کہ تریاق سموم کے لیئے) جو تمام عالم میں طاعون کی طرح زور شور سے پھیلا ہوا ہے لہذا بموجب مقدمہ ثانیہ کے ایسے اختلاف عظیم الشان کے رفع کرنے کے لیے اس قرن میں اللہ تعالے کی حفاظت جو دین اسلام کے لیے قیامت تک ہی مقتضی ہوئی کہ ایک ایسا مصلح اور مجدد عظیم الشان مبعوث ہو کہ اس فساد عظیم الشان کو جسکا مواد اکثر تفاسیر میں بھی موجود ہے اور اسکا ضرر و اثر بھی خود اہل اسلام تک پہونچ گیا ہے من جانب اللہ حکم ہو کر رفع کرے اور اسی کے ہاتھ سے کسر صلیب بھی واقع ہو۔ لہذا اسنے قرآن مجید کی تیس آیتوں سے حضرت عیسے کی وفات ہمیشہ کے لیے ثابت کر دی اور آنحضرت صلعم کا حیات النبی ہونا جو بطور اعتقاد کے چلا آتا تھا اوسکو نشانات بینہ سے حیز ثبوت کو پہونچا دیا اور احادیث صحیحہ سے بھی وفات عیسے ثابت کی گئی اور اجماع صحابہ کرام سے بھی ثبوت کو پہونچا دی گئی۔ جیسا کہ رقیمۃ الوداد نمبر دوم و سوم میں بہ تفصیل مذکور ہے اور علوم تواریخ سے وفات کا ہی ثبوت ہوا کافی رسائل اور الہامات بھی اسکے اس مسئلہ کے لیئے موید اور مثبت ہو گئے اور چونکہ یہ مجدد اور مصلح منجانب اللہ حکم ہو کر آیا ہے

لہذا نشانات ارضیہ وسماویہ بھی اس کی تائید دعوے مین واقع ہوئے لہذا اب یہ مسئلہ نور علی نور ہوگیا یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ قد تبین الرشد من الغی کا مصداق واقع ہوگیا مگر اس خط مین ان سب آیات احادیث اجماع صحابہ اور نقول علم تواریخ والہامات ونشانات وغیرہا کے نقل کرنیکی گنجائیش نہین لہذا آپ رسائل اور کتب مصنفہ کا ملاحظہ فرماوین پس جبکہ بموجب مقدمہ ثالثہ کے جو مسلم ہوچکا ہے اگر کوئی حدیث یا قول صحابی یا قول کسی مفسر کا مخالف قرآن مجید کے ہو تو وہ ساقط الاعتبار ہے چہ جائیکہ ان تمام ادلہ شرعیہ مذکورہ کے مخالف ہو کہ وہ تو بالضرور واجب الترک ہوگا ورنہ جو مفاسد مذکورہ وغیر مذکورہ درصورت قول بالحیات الکذابیہ کے لازم آتے ہین کوئی صاحب انکو رفع فرماوین اور صرف دو ہی آیتین منجملہ تیس آیتون کے یعنی فلما توفیتنی اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کو اس فیصلہ مین پیش نظر رکھین تاکہ طوالت موجب ملالت کے نہ ہو۔ ثانیاً۔ ہم حضرت عیسے کے رفع مین گفتگو کرتے ہین کہ جسمانی ہے یا روحانی اس مین بھی مفسرین کا اختلاف نظر آرہا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین ایک یہ قول بھی لکھا ہے واعلم ان ہذہ الایۃ تدل علی ان رفعہ فی قولہ ورافعک الی ہو الرفعۃ بالدرجۃ والمنقبۃ لا بالمکان والجہۃ اور اسی تفسیر مین ایک قول یہ بھی لکھا ہے ورافعک الی ای ورافع عملک الی وہو کقولہ الیہ یصعد الکلم الطیب غرضکہ مفسرین مین اس رفع کے بارہ مین بڑا اختلاف پڑا ہوا ہے کہ جسمانی ہے یا روحانی پس بموجب خود دستاویز مخالفین ہی کے رفع جسمانی عیسے کا مشکوک ہوگیا اور دیگر مسائل جو رفع جسمانی پر متفرع تھے یعنی نزول جسمانی وغیرہ وہ سب مشکوک ہوکر غث ربود ہو گئے اور پھر علاوہ اسپر مخالفت سنت الہیہ اسکو جدا مانع ہو رہی ہے خصوصاً جبکہ اس امر کا لحاظ بھی کیا جاوے کہ اس شان وشوکت کا نزول چوتھے یا دوسرے آسمان سے کسی رسول بشر کے لیے نہین واقع ہوا ہان اللہ تعالے کا نزول احادیث صحیحہ سے دنیا کے آسمان پر آخر شب مین ثابت ہے واللہ اعلم کیفیتہ حقیقتہ مگر کسی بشر رسول کے لیے یہ نزول ثابت نہین حتی کہ آنحضرت صلعم کے لیے بوقت ضرورت اعجاز نمائی کے صرف ایک کتاب کے انزال من السماء کے بارہ مین یہ جواب دیا گیا کہ یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سالوا موسے اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ بظلمہم تو پھر کسی بشر کا خواہ وہ رسول ہی ہو آسمان سے جسمانی نزول کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے الحاصل ایسا رفع جسمانی جو خود مخالفین کی دستاویزات سے مشکوک اور مختلف فیہ ہے اور سنت اللہ کے بھی مخالف ہے اور مذہب صلیبی کا بڑا موید ہے اسکا فیصلہ قطعی کرنا بھی اس حکم کے فرائض منصبی سے تھا ورنہ پھر حضرت عیسے کے نزول کیوقت اسلام کی تائید توکیا ہوتی اس اقتداری نشان کو دیکھ کر لاکھون آدمی اور عیسائی ہوجاتے سو اس حکم نے اول تو حضرت عیسے کی وفات پاجانے سے ہی یہ فیصلہ کر دیا کہ جب حضرت عیسے قطعی وفات پاگئے تو پھر رفع جسمانی کیسا فیہا تحیون وفیہا تموتون الم نجعل الارض کفاتا احیاء واموتا قانون الہی موجود ہے ثانیاً کتاب اللہ سے یون فیصلہ کیا کہ جبکہ باوجود ضرورت اعجاز نمائی کے بوقت سوال واصرار کرنے کفار کے جو واسطے رفع جسمانی آنحضرت صلعم کے کیا گیا تھا کہ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ اوسکا جواب یہ ملا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا تو پھر بلا ضرورت داعیہ کے ہوتے اس نص صریح کے حضرت عیسے کا رفع جسمانی کیونکر ہوسکتا ہے۔ ثالثاً۔ اس فیصلہ قطعی کو یون موجہ کیا کہ قصہ صلیبی حضرت عیسے مین جو بل رفعہ اللہ الیہ ہے اگر اس سے مراد رفع جسمانی ہو تو کلام الہی بالکل عبث ہوا جاتا ہے اور کوئی فیصلہ مزعومات اہل کتاب مین اس سے حاصل نہین ہوتا کیونکہ اہل کتاب یہود حضرت عیسے کو بوجہ قتل صلیبی اپنے مزعوم کے ملعون سمجھتے تھے اور عیسائی بھی تین دن کے لیے انکو ملعون قرار دیتے ہین اور یہود اسی لیے قتل صلیبی کے درپے تھے کیونکہ بموجب حکم توریت کے قتل صلیبی انکے نزدیک موجب لعنت کا ہے جو ضد رفع کی ہے کیونکہ مفہوم لعنت کا بعد اور دوری ہے اللہ تعالے کی جناب سے اور مفہوم رفع کا مقرب الہی ہونا ہے کیونکہ تمام کتب لغات معتبرہ مین رفع کے معنی تقریب کے لکھے ہین لہذا مزعوم اہل کتاب کو جو لعنت ہے رفع کے ساتھ جو اسکی ضد ہے رد فرمایا گیا بخلاف اسکے کہ رفع سے مراد اگر رفع جسمانی لیا جاوے تو پھر لعنت سے ذب کرنا حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ لعنت اور رفع جسمانی دونو جمع ہوسکتے ہین آپکا خود مشاہدہ ہوگا کہ اکثر کفار مشرکین کشمیر کے پہاڑ پر دوسرے اہل عقد سے مرفوع الجسم الی السماء موجود ہین یا بذریعہ غبارہ کے رفع جسمانی اور لعنت دونون جمع ہوسکتی ہین مگر بسبب کفر وشرک کے باوجود رفع جسمانی کے اللہ تعالے سے بہت بعید اور دور ہین اور پھر دیکھو کہ شیاطین کا رفع واسطے استراق سمع کے آسمان تک ہوتا ہے باوجودیکہ وہ ملعون اور مرجوم ہین اندرینصورت کلمہ بل بھی نعوذ باللہ لغو ہوا جاتا ہے حاصل یہ ہوا کہ رفع سے مراد صرف تقرب الہی ہے جو واسطے رد کرنے مزعوم فاسد اہل کتاب کے لعنت سے ذب کیا گیا ہے اب ایک فیصلہ قطعی نزاع اہل کتاب کا حاصل ہوگیا کما قال اللہ تعالے ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون وانہ لہدی ورحمۃ للمومنین اور یہ بھی واضح رہے کہ عین صلیب کے وقت وعدہ رفع کا ہوا ہے جو یا عیسے

یا عیسٰے انی متوفیک [illegible] و رافعک الی [illegible] مع زیادہ گیا تھا اور ایفا [illegible] وعدہ کا تذکرہ بل رفعہ اللہ الیہ مین مذکو[illegible] رہوا ہے - رابعًا - اس [illegible] کو یون [illegible] مین کیا گیا کہ کلمہ رفع جو بغیر صلہ حرو[illegible] [illegible]نے کے کسی جگہ پر واسطے رفع [illegible] جسمانی کے آگیا ہو تو اس مین کچھ بحث نہین ہے بہا[illegible] یہ گفتگو ایک خاص محاورہ رفع الی اللہ مین ہے جو کسی جگہ محاورات عرب مین خواہ قرآن مجید ہو یا حدیث ہو یا کتب لغات عرب مین سے کوئی کتاب ہو بمعنی رفع جسمانی کے ہرگز ہرگز نہین آیا - لہذا ما نحن فیہ مین کلمہ رفع صرف ایک معنی واحد کے لیئے جو رفع روحانی ہے متعین المعنی ہوگیا ہے اور رفع جسمانی کا احتمال ہے - اس مین ہرگز نہین ہو سکتا اس بحث مین اور بھی ادلہ قطعیہ مین اس امر پر کہ رفع جسمانی حضرت عیسے کا ہرگز نہین ہوا بلکہ رفع درجات اور رفع روحانی ہوا ہے جو بمقابلہ مزعوم اہل الکتاب کے ہے اور رفع جسمانی کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل مروی نہین ہے آپ کا ایسا خیال بالکل خلاف نفس الامر کے ہے رابعًا ہم اس بارہ مین تحقیق کرنا چاہتے ہین کہ جبکہ حضرت عیسے اپنی عمر ۱۲۰ برس پا کر فوت ہوگئے ہین جیسا کہ حدیث طبرانی و حاکم مین مذکور ہے اور ہمارے رسائل مین بتفصیل مندرج ہو چکی ہے اور نہ انکار رفع جسمانی ہوا ہے جو نزول جسمانی اس پر متفرع ہو اور موتے حقیقی کا رجوع بھی اس دنیا مین ممکن نہین کہ قد سبق القول منی انہم لا یرجعون وارد ہے تو پھر ان احادیث کے کیا معنی ہین جن مین ابن مریم کے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے پس واضح ہو کہ عیسے بن مریم اس قرن کے مجدد کا نام ہے جو آنحضرت صلعم نے تعلیم ملأ اعلے سے یہ نام رکھا ہے گو اس نام کے رکھنے مین اکثر امت ایک اشتباہ مین پڑ گئی مگر اسلام مین سوا محکمات کے متشابہات کا موجود ہونا بھی ضروریات سے اور موجب ترقیات علوم کا ہے اگر متشابہات نہون تو تمام علوم ضایع ہو جاوین اور قوای دماغی

وقلبی بشر کے معطل اور بیکار رہین اور پھر والذین اوتو العلم درجات کا رفع کیونکر ظاہر ہو کیونکہ نصوص اور محکمات کے سمجھنے مین تو اہل لسان خواہ علماء راسخین ہون یا غیر انکے سب برابر ہوتے ہین اور پھر تمیز اور تمحیص بین المخلصین والمعاندین کیونکر حاصل ہو غرضکہ محکمات کے ساتھ متشابہات کا ہونا بھی ضروریات سے ہے کما قال اللہ تعالے ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولو الالباب اور مقربین امت کے نام رکھنے مین آنحضرت صلعم کو آنکے نفسون اور ماں باپ سے بھی زیادہ اختیار ہے کما قال اللہ تعالے النبی اولے بالمومنین من انفسہم بہین وجہ آنحضرت صلعم نے اکثر صحابہ کے نام ابتداءً بھی رکھے ہین اور پہلے نامونکو بدلکر دوسرے نام بھی تجویز فرما دیئے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام بکنیت ابو تراب آنحضرت صلعم نے رکھا ہے باوجودیکہ حضرت علی کی کنیت دوسری ابو الحسن بھی تھی مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کنیت ابو تراب کو بسبب تسمیہ آنحضرت صلعم کے کنیت ابو الحسن سے محبوب تر رکھتے تھے اور آپکو اس کنیت سے جو کوئی پکارتا تھا بہت خوش ہو جاتے تھے وما سماہ ابا تراب الا النبی صلعم دیکھو بخاری صفحہ ۱۴ و ۱۵ و چونکہ مجدد اس قرن چہاردہم کا آنحضرت صلعم کے نزدیک دیگر مجددین سے معظم و مکرم تر اور محبوب تر تھا لہذا اسکو سلام بھی اپنا تاکیدًا پہونچایا ہے جو مشعر تعظیم و تکریم کے لیے ہے اور نام بھی اسکا عیسے بن مریم خود رکھا ہے تاکہ حسب الحکم آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی ابوت روحانی آنحضرت کی اس مجدد کے لیے واضح ہو جاوے اور اگرچہ بموجب روایت ابن طبیب کے جو احب الاسماء الی اللہ

اسماء الانبیاء ہے آنحضرت نے اس مجدد کے دیگر اسماء انبیاء کے ساتھ بھی نام رکھے ہین مگر نام عیسے بن مریم اور نامون سے پیشتر رکھا گیا ہے اور دوسرے نام یا تو الہامًا سے دریافت ہوئے یا اشارۃ احادیث سے معلوم ہوئے ہین جیسا کہ وارد ہے کہ یواطی اسمہ اسمی پس جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کنیت ابو تراب سب نامون سے زیادہ محبوب تر تھی اس لیئے اس مجدد کو بھی نام عیسے بن مریم زیادہ تر محبوب ہوا اور اولا وہی دعوے عیسے بن مریم ہونے کا پیش کیا گیا اگرچہ دیگر انبیاؤ نکے نام پر بھی اوسکے نام ہین تاکہ ترتیب وضعی ترتیب طبعی کے موافق ہو جاوے

اور دوسرا نام اس مجدد کا محمد ہے نیز مہدی چوتھا نبی اللہ اور خود اللہ تعالے نے ماں باپ کے ذریعہ سے غلام احمد نام رکھا ہے چونکہ ان مقربین کے نامو نمین جو قضیہ مسلمہ الاسماء تنزل من السماء کے مصداق ہوتے ہین وجہ تسمیہ اور معانی کا لحاظ بھی ضرور ہوا کرتا ہے اور بلا لحاظ معانی اور مناسبات کے یہ اسما نہین نازل ہوا کرتے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکم قضیہ مسلمہ ہے لہذا ان ہر پنج اسماء کیلئے بھی مناسبت کا ہونا ضروری ہے اور اسی لیئے تعبیر الرؤیا مین جو عالم روحانی سے ہے اکثر تعبیرات بلحاظ معانی اسما کے ہی ہوا کرتی ہین اور نیز آنحضرت صلعم سے اسما کے ساتھ تفاول بھی مروی ہے اگر لحاظ معانی اور مناسبات کا نہوتا تو نعوذ باللہ یہ جملہ ہدایات اسلامیہ لغو ہو جاتی لہذا ہم یہان ہر پنج نامونکے لئے کچھ مناسبت اور مماثلت مختصرًا بیان کئے دیتے ہین - اسم اول کی مناسبت تو خود ظاہر ہے اور خود حضرت اقدس نے بھی بیان فرما دی ہین ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
ابن مریم مصلحت را نام من بنہادہ اند

اور محمد مہدی کے نام رکھنے مین جو بحکم یواطی اسمہ اسمی کے الہامًا بھی تسمیہ کیا گیا ہے یہ سر ہے کہ چونکہ اس قرن مین اللہ تعالے

کے صفات وافعال مین ایک شرک عالمگیر
پھیلا ہوا ہے حتی کہ قوم نصاریٰ کے ساتھ
اہل اسلام نے بھی کسی قدر ہان مین ہان
ملادی ہے اور اس مجدد کی کوشش بہ تن
اس شرک کو دفع کر کر بجائے اس کے توحید
وتجید وتحمید الٰہی قایم کرنے کے لیے ہے۔
اور اسی ضمن مین آنحضرت صلعم کی شان
کی تجید مقصود اعظم ہے جو اہل اسلام
نے بھی بمقابلہ حضرت عیسے کے اسکو گم
کر دیا ہے ولا مقصود لہ الا ہو لہذا رسول
کریم صلعم نے بطور بدلے اور عوض دینے
کے اس کی اس تحمید کے مقابلہ مین اسکا
نام محمد رکھا اور فرمادیا کہ یواطی اسمہ اسمی
ولنعم ماقیل ؎

نان دہے گر بہر حق نانت دہند
جان دہے گر بہر حق جانت دہند

اور مہدی نام بھی اسلیئے رکھا گیا کہ اسوقت
مین ایک عالم کا عالم مذکورہ شرک مین پھنسا
ہوا ہے اور طرف یہی مجدد مہدی یعنی ہدایت
یافتہ من جانب اللہ ہے یا اس کی جماعت
اور واقعات اس کی شہادت دے رہے
ہین اس کا مشاہدہ کر لو کہ ایک تو فرقہ عظیم
نصاریٰ جو چالیس کروڑ سے بھی زیادہ
ہین حضرت عیسے کو خدا جانکر صفات مختصہ
الوہیت ان مین ثابت کر رہے ہین اور پھر
بھی مولویان اہل اسلام ان کی تائید کر رہے
ہین اور پھر نظر ثانی کرو اس امر مین کہ سوائے
جماعت احمدیہ کے عیسائیونکے اعتراضونکا
جواب دینے والا مسلمانون مین اب کوئی
نظر نہین آتا بشپ صاحب لاہور کا
قصہ آپ نے سنا ہی ہوگا وغیرہ وغیرہ اور
نبی اللہ نام اسلیئے رکھا گیا کہ اس صدی
مین واسطے تائید اسلام کے الہامات
پیشین گوئی کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
دنیا مین صدہا علوم عقلیہ وفنون طبعیہ
اب شایع ہو گئے ہین اگر الہام الٰہی مدد
نہ فرماوے تو پھر غلبہ اسلام ان علوم
فنون پر کیونکر حاصل ہو صرف ایک الہام
متضمن پیشین گوئی ہے جو سب علوم پر غالب
ہو جاتا ہے اور تمام علوم اسکے مقابلہ مین
مغلوب ہو جاتے ہین کیونکہ طاقت بشیری
باہر ہے اس لیے اس مجدد کو اس کثرت سے
الہامات پیشین گوئی ہوتی ہین کہ مجددین سابقین
مین کہین ان کا پتہ اور نشان بھی نہین ملتا
دیکھو اسکے رسائل اور اس کی کتابون کو
مثل براہین احمدیہ وتریاق القلوب وغیرہ
کو جن مین الہامات پیشین گوئی کے بکثرت
موجود ہین اور چونکہ نبار کی حقیقت شرعی
اخبار عن اللہ ہے ۔ لہذا بوجہ کثرت الہامات
پیشین گوئیونکے نبی اللہ یعنی مخبر عن اللہ
نام رکھا گیا اور چونکہ خبر جو مترادف نبار کا
ہے مقولہ علم سے ہے لہذا اس مین ایک
اشارہ یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعے سے معارف
اور علوم قرآنی اور دقایق وحقایق فرقانی
کا کشف بھی ازمنہ سابقہ زیادہ تر ہوگا واقعات
نے اس امر کی بھی شہادت دیدی دیکھو اسکی
کتب و رسائل کو ۔ اور اللہ تعالےٰ نے نام
اسکا بذریعہ والدین کے غلام احمد رکھوایا ہے
اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی
کے اعداد ۱۳۰۰ ہین جو سنین منصب
تجدید پر ایک اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اور
چونکہ غلام احمد قادیانی کے اعداد ۱۳۰۰ ہین
جو اس کا سنہ تجدید ہے اور کوئی دوسرا
شخص مدعی مسیحیت ومہدویت کا جو غلام احمد
قادیانی ہو اس قرن مین نہین ہے لہذا یہ ایک
اشارہ لطیفہ ہے اسکے الہام انت منی
بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کیطرف اور یہ الہام
اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اسکے خاتم الخلفاء
ہونے پر کیونکہ سوائے اس تفرد اور توحد
کے جو خاتم الخلفاء کے لیے ضروری ہے
اور تفرد و توحد بشر کے لیے ہو ہی نہین
سکتا علاوہ اسکے ایک سر یہ ہے کہ جب
عیسے کو عیسائیون نے خدا یا خدا کا بیٹا قرار
دے لیا ہے تو جبکہ یہ مسیح غلام احمد کا
خوارق وغیرہ مین اس سے بڑھ کر ہے تو
پھر اس عیسے اسرائیلی کی الوہیت کہان
باقی رہی ولنعم ماقیل ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

اس بیان سے وہ تمام شکوک وشبہات
جو مثیل کے بارہ مین تھے رفع ہو گئے
ہونگے کیونکہ ہم جو مماثلت ابن مریم کے ساتھ
بیان کرتے ہین وہ صرف اسلیئے ہے کہ وجہ
تسمیہ ساتھ ابن مریم کے پیدا ہو جاوے
اور یون تو اسکو تمام انبیاؤن کے ساتھ
مماثلت ہے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء
مدت ۲۰ یا ۲۲ سال سے براہین احمدیہ مین
شایع ہو چکا ہے ہان عیسے ابن مریم کے
ساتھ جو در بارہ مماثلت زیادہ زور دیا گیا
ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم
نے سب سے اول یہ تسمیہ فرمایا ہے اور پھر
کسر صلیب اسی کا فرض منصبی ہے
یہ وجوہ مماثلت مختصراً بیان کی گئی ہین اگر
بہ تفصیل دیکھنا ہو تو دیکھو کتب اس سلسلہ
الٰہیہ کو ۔ **خامساً** ۔ ہم نظر اس بارہ مین
کرتے ہین کہ مہدی اور مسیح دو شخص ہین
جو ایک زمانہ مین ہونگے یا ایک ہی شخص
ہے جس مین ہر دو شان جمع ہونگے ۔ سو
واضح ہو کہ اس بارہ مین بھی اختلاف
ہے اور بعض احادیث سے ان دونون کا
ایک ہونا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثون
مین جو صفت مسیح کی بیان کی گئی ہے وہی
صفت مہدی کی دوسری حدیث مین
مذکور ہے اور برعکس اسکے دیکھو حجج الکرامہ
وغیرہ کو چونکہ یہ بحث طول وطویل ہے لہذا
ہم یہان پر صرف ایک حدیث سے اس
مقدمہ کا فیصلہ کئے دیتے ہین کیونکہ تحقیقات
کسی مقدمہ مین جبکہ کچھ ادنے سراغ بھی
ملجاتا ہے تو پھر اہل بصیرت پر تحقیق اس
مقدمہ کی سہل وآسان ہو جاتی ہے ۔
چہ جائیکہ جملہ آثار وعلامات معلوم ہو جاوین
وہ حدیث یہ ہے ۔ کیف تہلک امۃ انا
اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولکن
بین ذلک فیج عوج لیسو منی ولا انا منہم
رواہ رزین مشکوٰۃ شریف باب ثواب
ہذہ الامۃ فصل ثالث اس حدیث سے
ثابت ہے کہ اگر کوئی مہدی ہوگا بھی تو زمانہ
وسط مین ہوگا چنانچہ اس امت مین ہر
صدی مین مجددین گذر چکے ہین جو بالضرور
وہی مہدی بھی ہے یعنی ہدایت یافتہ

من جانب اللہ تھے لیکن آخر زمانہ میں سوائے مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص مہدی نہیں ہوگا اور حدیث لا المہدی الا عیسیٰ بن مریم نے بھی یہی فیصلہ کر دیا ہے۔ رہا اس حدیث کا ضعیف ہونا سو یہ غلط ہے کیونکہ کسی شخص کا یہ خواب ہے کہ امام شافعی نے اس سے کہا کہ یہ حدیث میری نہیں یونس راوی نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ اس پر امام حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یونس بن عبد الاعلی صدفی ثقات اور معتمدین سے ہیں صرف کسی کی خواب سے وہ مطعون نہیں ہو سکتے حاشیہ سندی میں لکھا ہے قال ابن کثیر یونس بن عبد الاعلی الصدفی من الثقات لا یطعن فیہ بمجرد منام انتہی موضع الحاجۃ علاوہ اس پر یہ ہے کہ جس قدر احادیث مہدی کے بارہ میں آئی ہیں وہ سب مخدوش اور مجروح ہیں دیکھو ابن خلدون وغیرہ کو اور اس پر مزید یہ ہے کہ صحیحین میں کوئی باب مہدی کا منعقد نہیں کیا گیا بخلاف مسیح موعود کے پس جبکہ ان وجوہ نقلیہ سے بھی ثابت ہوگیا کہ سوائے مسیح موعود کے مسیح موعود کے قرن میں کوئی دوسرا شخص مہدی نہیں ہے اور اس دعوے پر علاوہ ان وجوہ نقلیہ کے شہادات سماویہ و ارضیہ مثل کسوف و خسوف وغیرہ کے بھی پیدا ہوگئیں تو پھر بموجب مقدمہ رابعہ کے قرن مسیح موعود میں کسی دوسرے شخص کا مہدی ماننا بالکل مخالف ہے تعلیم اسلام کے بلکہ وہی ایک شخص مسیح موعود بھی ہے اور مہدی بھی ہے اقتدائے ثانیہ پر جو گفتگو حدیث مسلم میں آئی ہے اس میں مہدی کا کہیں ذکر نہیں صرف لفظ امیر ہے جو بموجب تعلیم اسلام کے تین آدمیوں میں بھی ایک امیر ہو سکتا ہے چنانچہ بطور تناوب کے یہاں نماز کے چند امیر ہیں کیونکہ حضرت کے لیے فطرتاً و قدرتاً چند ایسے موانع موجود ہیں کہ وہ خود نماز نہیں پڑھا سکتے پس یہ پیشین گوئی بھی قدرتی موانع سے پوری

ہو رہی ہے۔ سادساً۔ ہم اس امر میں نظر کرتے ہیں کہ مہدی عترت اور اہلبیت یا اولاد فاطمہ سے ہونا کس حد تک صحیح ہے یہ تو معلوم ہو چکا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی دوسرا مہدی نہیں ہوگا پس اس سوال کی اس جگہ گنجائش ہی نہیں رہی مگر ہم یہاں پر مختصر کچھ اور بھی تحریر کیے دیتے ہیں واضح ہو کہ اس بارہ میں بھی احادیث مختلف آئی ہیں کسی میں اولاد حسن سے اور کسی میں اولاد حسین سے اور کسی میں بنی عباس سے مہدی کا ہونا آیا ہے۔ یہ باب طویل الذیل از روئے روایات مختلفہ کے مصداق ہے۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔ کتب تواریخ معتبرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک خاندان مذکورہ سے مہدی گذر چکے ہم یہاں پر صرف یہ امر جتلانا چاہتے ہیں کہ اولاد حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی ملک عجم طبرستان عراق اور جیلان وغیرہ میں چند ائمہ اور خلفاء ایسے ہوئے ہیں کہ ان کے اوصاف حمیدہ مطابق ہو جاتے ہیں ساتھ اوصاف مہدی مندرجہ احادیث کے اور چونکہ احادیث میں اوصاف مہدی متغائرہ پائے جاتے ہیں لہذا مہدی بھی متعدد اشخاص ہوئے ہیں۔ ان خلفاء اور ائمہ دین فاطمین نے دعوت الی الاسلام بھی کی ہے اور جہاد بھی واسطے ذب کرنے حملہ مخالفین اسلام کے کیے اور بعض ان آئمہ کے اپنے خصال کمالات میں وحید العصر بھی تھے اور وسیع العلوم بھی تھے اور ملک جیلان کے کفار ان کے ہاتھ پر اسلام لائے ان نومسلموں کی تعداد ریاض مستطابہ میں لکھی ہے کہ کانوا زہاء مأۃ الف او یزیدون اور انہیں سے بعض نے بیس برس تک خلافت اور امامت کی ہے اور عدل میں بھی ضرب المثل تھے دیکھو الریاض المستطابہ صفحہ ۸۰ واما الذین قاموا بالامامۃ من الفاطمیین فی بلاد العجم والعراق اکثر من عشرین اماما و تمکن منہم بضعۃ

عشر پس اگر احادیث مشعر المہدی من ولد فاطمہ کو تسلیم ہی کیا جاوے تو ایک مہدی کی جگہ چند مہدی ہو سکتے ہیں اور بسبب تعدد کے احادیث مختلفہ کے بھی مصداق قرار پا سکتے ہیں لیکن مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے اسکے اور کوئی مہدی نہیں ہو سکتا اور کیونکر ہو سکے کہ اس مسیح موعود کا خاتم الخلفا ہونا اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے اور ہوتے خاتم الخلفا کے کسی دوسرے امام یا خلیفہ کا ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے ورنہ وہ خاتم الخلفا نہ ہوگا دیکھو رسائل مصنفہ کو۔ نمبر چہارم میں جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع و نزول میں حدیثیں بہت وارد ہیں اور تمام مفسرین اور محدثین وغیرہم کا اعتقاد یہی ہے اسکا غلط ہونا بیان سابقہ سے ثابت ہوگیا البتہ صرف نزول میں احادیث موجود ہیں اور نزول کے معنی آسمان پر سے اترنے کی ہرگز نہیں ہیں دیکھو بخاری کو اس میں لکھا ہے باب نزول النبی صلعم الحجر کیا نبی کریم مقام حجر میں آسمان پر سے اترے تھے لفظ منزل وغیرہ بھی نزول ہی سے مشتق ہے تو کیا کسی منزل میں آسمان پر سے بھی آدمی اترا کرتے ہیں لہذا حقیقت نزول مسیح کی صرف اسقدر ہے کہ اس کی بعثت منجانب اللہ ہوگی۔ تائیدات سماوی اسکے شامل حال ہونگی الہامات او پر نازل ہونگے وغیرہ وغیرہ سابعاً یہ بھی واضح ہو کہ اس زمانہ کے باامن ہونے میں کیا کلام ہے مثلاً نظر کرو آنحضرت صلعم کی حالت مکی پر کہ اہل اسلام کے لیے کیسا پرخطر زمانہ تھا اور پھر اس زمانہ کو دیکھو کہ کیسا پر امن زمانہ ہے پھر دور کیوں جاؤ ہو شیخ سعدی کے زمانہ ہی پر نظر ڈالو وہ کہتے ہیں ؎

خلاف رائے سلطان رائے جستن
بخون خویش باید دست شستن
اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفتن اینک ماہ و پروین

اور پھر اس زمانہ پرامن کی ازادی کو دیکھو کہ ایک ادنے سا آدمی گورنمنٹ عالیہ پر کسقدر نکتہ چینی اور اعتراض کرتا ہے معہذا گورنمنٹ اس سے ناخوش نہین ہوتی بلکہ خوشی سے بعض اعتراض اگر اپنے محل پر ہین توقبول کرکر قوانین مین اصلاح بھی کرلیتی ہے۔

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

ثامناً۔ طلوع ستارہ ذوالسنین کی نسبت آپ لکھتے ہین کہ ثبوت مسیحیت یامہدویت کے لیے تسکین بخش نہین ہے۔ اس مین آپ کو بڑا دھوکہ لگا ہے اصل حال یہ ہے کہ علامات وآثار دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ آثار ہین جو بمنزلہ عرض عام کے ہوتے ہین یعنی متعدد جگہ پر پائے جاتے ہین اور دوسرے وہ آثار ہین جو بمنزلہ خاصہ کے ہوتے ہین یہ آپکا کہنا صحیح ہے کہ کسی شے کے عوارض عامہ سے پوری تعریف اس شے کی حاصل نہین ہوسکتی جب تک کہ اس کی خاصہ کو شامل نہ کیا جاوے ہان بعض عوارض عامہ بھی ایسے جمع ہوجاتے ہین کہ اسکا مجموعہ بھی معرف شے کبھی ہوجاتا ہے مگر جبکہ ان عوارض عام کے ساتھ خاصہ بھی منضم کیا جاوے توپھر تعریف شے بخوبی حاصل ہوجاتی ہے مثلاً انسان کی تعریف اگر چاہین تو فقط جسم نامی سے حاصل نہین ہوسکتی پھر اسکے ساتھ حساس متحرک بالارادہ بھی منضم کیا توبھی پوری تعریف حاصل نہوگی لیکن جبکہ ضاحک یاکاتب بھی ان عوارض عامہ کے ساتھ منضم کردیا جاوے توپھر پوری تعریف حاصل ہوجاوے گی علے ہذالقیاس اس مسیح موعود کے تمام آثار جوکہ موجود ہوگئے ہین کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہین اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے عرض عام توآپ جانتے ہی ہین اور مثال خاصہ کی مثلاً اجتماع خسوف کسوف ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ ہجری کا ہے اور سوائے اسکے دیگر خاصہ بھی ہین پس اگر کسی خاصہ کو اسکے عوارض عامہ کے ساتھ ضم کرکر نظر کیجاوے تومجموعہ ان کا بمنزلہ ایک معرف تام شے کے ہوجاویگا اور پھر بطور دلیل انی کے مسیح موعود کے وجود کا علم بھی بالضرور حاصل ہوجاویگا کیونکہ دنیا کی اکثر اشیا کا علم دلائل انی ہی سے حاصل ہواکرتا ہے دیکھو خدا کی خدائی بھی اسکے اثار قدرت ہی . . . کو دیکھکر حاصل ہوئی ہے۔ رسول کریم صلعم کی رسالت ونبوت کا علم بھی اثار رسالت معلوم کرکر حاصل ہوا ہے پھر دیکھو کسی مکان مین اگر دھوان دیکھا جاتا ہے تو وجود اگ کا معلوم ہوجاتا ہے۔ کسی دیوار کے پیچھے اواز زید کی سنکر وجود زید معلوم کرلیتے ہین غرضکہ اکثر علوم اشیاء دنیا کے اسکے اثار دیکھکر ہی حاصل کیئے جاتے ہین پس اگر اثار مسیح موعود جو کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہون اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے جمع کیئے جاوین توپھر اس شخص کے مسیح موعود ہونے کا علم بھی جو ان اثار کا مصداق ہو حاصل ہوجاویگا اگر ایسا کچھ نہ ہو توپھر تمام اشیاء دنیا مین سے کسی شے کا علم بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی کہے کہ سلمنا اجتماع خسوف وکسوف مہدی کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے ہے مگر حضرت مرزا غلام احمد کے لیے وہ خاصہ کیونکر ہوگیا جائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کے لیے ہو جو ہی دراصل مہدی ہو توکہا جاویگا۔ کہ دلیل استقرائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرن مین کوئی دوسرا شخص مدعی مہدویت کا نہین پایا جاتا ہے جس کی تکذیب بھی بڑے زور شور سے ازطرف مولویان کی گئی ہو اور چونکہ یہ آسمانی نشان واسطے تصدیق ایسے مدعی مہدویت کے مقرر کیا گیا ہے جو دراصل عنداللہ صادق ہے اور لوگون نے اس کو کاذب قرار دیا ہے کیونکہ لام جو ان لمہدینا آیتین مین موجود ہے وہ واسطے انتفاع کے آیا ہے اب دیکھو دنیا مین صرف ایک شخص غلام احمد ہی ہے جسنے دعوے مسیحیت اور مہدویت کا بڑے زور شور سے کیا اور تکذیب بھی اس کی بڑے زور شور کے ساتھ واقع ہوئی پس متعین ہوا کہ یہ نشانی آسمانی بھی واسطے تصدیق حضرت مرزا غلام احمد ہی کے مخصوص ہے وہو المدعا۔ اور واضح ہو کہ اثار سے موثر کا علم حاصل کرنا ایک ایسا مشہور قاعدہ ہے کہ سب جگہ یہ جاری ہوجاتا ہے کسی شخص کے اثار شجاعت دیکھ اسکو شجاع جان لیتے ہین اور اثار سخاوت دیکھکر کسی کو سخی سمجھ لیتے ہین علوم طبیہ اور مخزن الادویہ کے علوم بھی یون ہی حاصل ہوتے ہین بعد تمہید اس قاعدہ کے ہم بیان پر نظر کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ صدی کا سر موجود ہے جو مجدد کو باواز بلند بلارہا ہے بلکہ ایک خمس صدی کا گذر بھی گیا غلبہ مذہب صلیبی موجود ہے جو اسلام کو ضرر پہونچارہا ہے۔ یہ مسیح موعود کسر صلیب کررہا ہے جو اسی کا فرض منصب ہے اور یہ کسر صلیب ایسی شان سے کررہا ہے کہ آج تک کسی نے نہین کیا کیونکہ اس غلبہ صلیبی کے وقت حکمت الہی اسلام کی تائید کے لیے ایسی ہی کسر کو مقتضی بھی تھی۔ پھر ہم دیکھتے ہین کہ یہ مسیح موعود تمام اراکین مذاہب باطلہ بلکہ سلاطین کو بھی دعوت الی الاسلام کررہا ہے جسکی تبلیغ بسبب مہیا ہوجانے تمام سامان واسباب کے کل دنیا کے لیے اب ضروری ہوگئی تھی تاکہ پیشین گوئی لیظہرہ علی الدین کلہ پوری ہو۔

الہامات متضمن اخبار مستقبلہ کا ثبوت بین طور پر ہورہا ہے جو الہامات مندرجہ براہین تھے گویا کہ وہ بمنزلہ عہد عتیق کے تھے اور انکا پورا ہونا بمنزلہ عہد جدید کے ہے کیونکہ اسوقت مین ایسے الہامات کی سخت ضرورت تھی کیونکہ بمقابلہ علوم طبعیہ وغیرہا کے بذریعہ الہام ہی کے جو علم حاصل ہوتا ہے وہی قوی طاقت بشریہ کے ہے لاغیر۔

کسوف و خسوف کا اجتماع ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ مین جو اس کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے تھا واقع ہو چکا اونٹون کی سواری تمام دنیا مین بسبب اجراے ریلوے کے بیکار ہوتی چلی جاتی ہے جسکا ذکر بعہد مسیح موعود احادیث مین موجود ہے و تترک القلاص فلا یسعی علیہا۔ طاعون بھی دنیا مین پڑا ہوا ہے جسکا ہونا بوقت مسیح موعود کے رسائل اثار محشر مثل حدیث الغاشیہ وغیرہ کے لکھا ہوا ہے اور الہامات مندرجہ براہین مین بھی طاعون کا ذکر پایا جاتا ہے جسکو شایع ہوئے ۲۰ یا ۲۲ سال ہو چکے۔ اس سلسلہ الٰہیہ کے لیے نصرت اور فتح بھی ابتدا سے آجتک حاصل ہوتی رہی جیسا کہ ماموریں الٰہی کے لیے وعدہ الٰہی ہو چکا ہے اور الہامات براہین احمدیہ مین بھی اس فتح و نصرت کا ذکر بصراحت موجود ہے جسکا وقوع ملہم کے لیے دلیل صدق منجانب اللہ ہونے کے ہے وغیرہ وغیرہ غرضکہ جسقدر آثار اور علامات صدق کی اس مسیح موعود کے لیے اب واقع ہو گئی ہین بعض ان کے بمنزلہ خاصہ کے ہین اگر ان کل کو جمع کر کر نظر کیجاوے تو بالضرور علم وجود مسیح موعود کا اور مصداق ہونا ان سب کا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے حاصل ہو جاویگا لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ جسقدر روایات رطب و یابس کتابون مین تفاسیر وغیرہ کے پائی جاتی ہین یا جسقدر خیالات مسیح موعود کی نسبت من تلقاء نفس کوئی شخص رکھتا ہے وہ سب پورے طور پر واقعہ ہو جاوین تب وہ مسیح موعود تسلیم کیا جاوے تو یہ امر کسی مامور من اللہ کے وقت مین ہوا اور نہ کبھی ہوگا خود رسول مقبول صلعم کے وقت مین جو علما کتاب و احبار یہود تھے اسی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے اکثر ون نے آنحضرت کو قبول نہین کیا ورنہ بشارات آنحضرت صلعم مین تو تمام کتب مقدسہ ابتک مملو ہین۔ باقی رہین وہ چند احادیث جو آپکے خط مین مندرج ہین سو انکے سمجھنے کے لیے ہمنے مقدمات اربعہ ایسے لکھدیئے ہین کہ اگر آپ ان مقدمات اربعہ کو ملحوظ اور مرعی رکھین گے تو خود بخود مراد ان حدیثون سے سمجھ سکتے ہین ورنہ ہمارے رسائل کا ملاحظہ فرماوین اور مقدمات مذکورہ کو پیش نظر رکھین تو پھر یہ احادیث اور نیز متعلق اس پیشین گوئی کے جسقدر احادیث ہین کل حل ہو جاوین گی۔ انشاء اللہ تعالے۔ والسلام خیر ختام۔ مورخہ نہم مئی سنہ ۱۹۰۲ء الراقم

سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان ضلع گورداسپور۔

بیعت

مولوی عبدالرحمن برادر زادہ جناب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میان سنگھ ضلع گوجرانوالہ

محمد الدین خیاط - جہلم

خدا بخش - کنسٹبل - جہلم حال پنڈ داد نخان

غلام محمد کنسٹبل - ساکن نوان گران متصل جادا جہلم

امام الدین بوچڑ - جہلم

دوست محمد خیاط - ״

غلام محمد - ادجلا ضلع گورداسپور

فضل الدین سمار - کالا افغانان ضلع گورداسپور

احمد دین - مہندرا - راولپنڈی۔

کرم الدین - چک پنیار - ضلع گجرات

مسماۃ کلثوم - زوجہ شیخ ہدایت اللہ صاحب - صدر پشاور۔

صغرے - بنت شیخ ہدایت اللہ صاحب صدر پشاور۔

علی بخش - ہرمی ضلع لدیانہ۔

برکت علے - ״

زوجہ علی بخش ״

نبی بخش - جہٹ۔ ״

اولیا - ״ ״

بوٹو - ״ ״

کرم بخش ״ ״

مولا بخش - برم ״

محمد ابراہیم - بہیچ - جالندھر۔

علیا - علی پور - متصل بہادلہ ضلع لدہانہ۔

گوجر - ایضًا

عطا محمد طالب علم بہادلہ - لدیانہ۔

ماموں - ״

سید غلام مولا صاحب مدرس ساکن بہادلہ - ضلع لدہانہ

محمد علی صاحب - حیدرآباد دکن کوچہ بہروپیان

محبوب علے صاحب - ״

محمد جہانگیر خانصاحب ״

منظفر علے صاحب - ״

محمد عظیم - جوکی والہ - ڈیرہ غازیخان

رحیم بخش - ״

الٰہی بخش - ״

مسماۃ نور بھری ״

مسماۃ عائشہ زوجہ محمد عظیم ״

مسماۃ بخت وڈی بنت محمد عظیم ״

مسماۃ مبارکہ بنت ״ ״

مسماۃ موتیانوالی بنت ״ ״

״ گوہر ״ ״

״ سبھائی ״ ״

״ غلا فاطمہ ״ ״

״ صحت ہمشیرہ محمد عظیم ״

״ عائشہ زوجہ مرید احمد ״

موسے - لبستی رندان ״

صاحبو - ״

کریم بخش ״

رحیم بخش ״

احمد بخش ״

مسماۃ حیاۃ زوجہ اللہ بخش ״

تلاوت قرآن کریم کیلئے اشارات

(سورۃ نور) رکوع ۲

اس رکوع مین عجیب اصول اللہ تعالے نے بیان فرمائے ہین کہ کس طرح پر انسان راحت حاصل کرسکتا ہے اور کسطرح دکھ کے قریب ہوجاتا ہے

اول - ذاتی اخلاق اگر اچھے ہون تو ان اخلاق سے اپنی ذات کو سکھ پہنچتا ہے اور عذاب سے بچ رہتا ہے لیکن اگر بری ہون تو اسکا عذاب ہوتا ہے اسصورتمین بھلا یا برا انسان اپنی ہی ذات تک محدود رہتاہے مثال کیطور پر حاسد یا متکبر کی حالت پر نگاہ کرو

دوم - ذاتی اخلاق سے بڑہکر اگر تدبیر منزل کے اصولون کیموافق گہر کا انتظام اچھا ہو - اور گھر والے خوش وخرم ہین تو گہر کی طرف سے اس کو ایک بہشت حاصل ہوتا ہے اگر انتظام اچھا نہین گھر والے ناراض اور تنگ ہین تو وہ عذاب مین ہے -

سوم - اس کو اور وسیع کرو اور دیکھو کہ بیوی بچون کے علاوہ برادری کے ساتھ تعلقات قوی ہین اور پسندیدہ طور پر باہم سلوک ہوتاہے تو اس کی بہشت کا میدان اور بھی وسیع ہوتا ہے +

چہارم - پہر اسپر اور زیادہ کرو کہ بازار مین رسوخ ہے لین دین مین کوئی حجت وتکرار اور بے اعتباری نہین تو اور بھی بڑہکر خوشی ہے

پنجم. حکام کے ساتہہ تعلقات جسقدر وفادارانہ اور اخلاص مندانہ ہون اسی قدر فائدہ اور بہتری کی توقع ہے -

ششم - اسی پر قیاس کرکے دیکھ لو کہ خدا تعالے سے جسقدر عبودیت کے تعلقات ہون اور سچا تقوٰے اور طہارت ہو اسیقدر راحت اور آسائش کی یقینی امید اور جسقدر اس سے بگاڑ ہو اسی قدر عذاب کا خطرہ ہے

غرض یہ امور اور تعلقات اور ان کے بہترین نتائج منحصر ہین وحدت قومی پر جو خدا کے فضل سے حاصل ہوتی ہے -

اِن اصول کو مدِ نظر رکھکر اس رکوع کو پڑہو اور مندرجہ ذیل الفاظ پر توجہ کرو

والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم جس نے اس بدی مین بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے (یہ آیت اِفک کرنیوالون کو خاص سبق دیتی ہے) کہتے ہین حضرۃ حسان بن ثابت جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے تہے کسی نے کہا کہ یہ وہی ہین جو آپ کی تہمت مین شریک تہے حضرۃ صدیقہ نے جوابدیا ان کو سزا مل چکی ہے -

لولا اذ سمعتموہ - کیون ایسا نہین ہوا کہ جب تم نے یہ بات سنی تہی تو مومن مرد اور مومن عورتین اپنے لوگون کے حق مین نیک گمان کرتے اور یہ انکے لئے بہتر ہوتا -

(یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ ہر ایسی خبر پر جو کسی کی بدنامی کا موجب ہو فی الفور یقین کرنا مناسب نہین بلکہ نیک گمان کرنا چاہیئے) اس کے بعد جو **لولا** ہے وہ توبیخ کے لئے ہے -

کسی پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چار گواہ پیش کرے ورنہ خدا تعالے اس کا نام **فاولٓئک عند اللہ ھم الکاذبون** کہکر کاذب رکھتا ہے -

پہر **ولولا فضل اللہ** مین لولا شرط کیلئے ہے یعنی اگر خدا تعالے کا فضل اور رحمت تم پر نہوتی +

سبحانک ھذا بھتان عظیم مین سبحانک کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتاہے کہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو افک کیا گیا تہا وہ اللہ تعالی پر افک تہا. کیونکہ یہ لفظ جناب الہی کا بیان کرتاہے - اس سے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان کا پتہ ملتاہے

تشیع الفاحشۃ - بدنامی پہیل جاوے **فی الذین اٰمنوا** اس لئے فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مطاعن کرنیوالے ایسا ہی کرتے ہین -

لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ بہتان مین شریک ہونے والون کو دنیا اور اخرت مین عذاب ہوگا

حضرت حکیم الامت کے ایمان اور تحقیق کے نزدیک امہات المومنین کا مصنف اسی لعنت کے نیچے ہے اور اس سے بڑہکر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرنے والے بھی +

فتدبرو!

ولولا فضل اللہ علیکم یہ لولا امتناعیہ ہے

بعض ضروری اطلاعین

(۱) اکثر احباب اب تک باوجودیکہ الحکم مین کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے نمبر ۱۴ مانگتے ہین ان کو معلوم رہنا چاہیے کہ نمبر ۱۴ نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۵ کے ساتھ ملکر شائع کیا گیا ہے

(۲) سال روان کی پہلی ششماہی مین سے ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اس لئے قیمتون کے وصول کرنے مین وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے ہر صاحب جس کے ذمہ الحکم کی قیمت بقایا سنہ ۱۹۰۲ یا سنہ ۱۹۰۲ باقی ہے اپنا حساب بیباق کرنے کے لئے ہر وقت وی پی پہونچنے کے منتظر رہین +

(۳) اراضی فروختنی کے متعلق اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہئے کیونکہ اس کا فیصلہ ہوگیا -

(۴) مضامین جو الحکم مین درج کرنے کے لئے آتے ہین ان مین سے ہر ایک مضمون کے درج کرنے کے لئے ایڈیٹر مجبور نہین ہے اور جو درج نہ ہون وہ واپس بھی نہین کئے جائینگے

عسل مصفٰے

مؤلفہ جناب میرزا خدابخش صاحب ابوالعطا حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ومالک چھپکر شایع ہوا

مختصر نوٹ اور نکات

اس قدر شوخی انسان کو نہین چاہئے اور یہ بیباکی آدم زاد کے لیئے مناسب نہین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور فوق العادت کامون کو دیکھے اور پھر انکار کرے یا ایسے اعتراض شروع کر دے جو سوء ادبی اور استہزا کا نتیجہ ہون +

کسی مذہب کے اثر کے رو سے کسی قوم کا اچھا ہو جانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی نیکی کا اصل موجب قرار دینا اسوقت ثابت ہوگا جب اس مذہب کے کامل متبعین مین اس قسم کے روحانی کمال پائے جاوین جو دوسرے مذہب مین ان کی نظیر نہ مل سکے لیکن جب دوسرے مذاہب کا **اسلام** سے اس امر مین مقابلہ کیا جاوے تو یہ **خاصہ** صرف اسلام مین ہے اسلام نے ہزار ہا انسانون کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہونچایا ہے جس پر ہم کہہ سکتے ہین کہ گویا خدا کی روح انکے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہین یہ لوگ ہر ایک صدی مین ہوتے رہتے ہین اور اس ثبوت کے لیئے خدا تعالےٰ نے اس صدی پر بھی ایک عظیم الشان بزرگ کو مبعوث فرمایا ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے غلام احمد ہو کر آیا ہے۔

خدا تعالےٰ چونکہ مبدء فیض ہے اور اسکا نور ہر ایک تاریکی کو دور کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہے اسلیئے پاک زندگی کے حصول کے لیئے صراط مستقیم یہی ہے کہ اس چشمہ طہارت کیطرف دونون ہاتھ پھیلائین تا وہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور ظلم گند کو یک دفعہ بہا لیجائے +

عیسائی اپنی نادانی اور غلطی سے اعتراض کرتے ہین۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم استغفار کرتے تھے۔ لیکن ان نادانون کو اتنا معلوم نہین کہ پاکیزگی اور طہارت کا کمال اسی مین ہے کہ خدا تعالےٰ سے حفاظت طلب کیجائے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال پاکیزگی اور راستبازی کا ثبوت ہے کیونکہ استغفار ہی ایک ایسی شے ہے جس سے ایمان کی جڑین مضبوط ہوتی ہین اور خدا کی محبت کا چشمہ جس سے یہ نکلتا ہے اور گناہ ہو نکے ظہور کو جو خدا سے الگ ہو کر جوش مارتا ہے دبا دیتا ہے لیکن ہم اس آدم زاد کی بابت کیا کہین جو خدا سے الگ رہ کر اپنی راستبازی اور تقدس کا مدعی ہو؟۔

اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی **قربانی** نہین کہ ہم درحقیقت اس کی راہ مین موت قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھدین برخلاف اسکے عیسائی مذہب رضائے الٰہی کا صرف یہ طریق بتاتا ہے کہ یسوع کی قربانی پر جو لعنتی قربانی ہے ایمان لاؤ۔ دانشمند غور و فکر کر سکتے ہین کہ اقرب بہ ہدایت کونسی راہ ہے؟۔

اسلام لاریب ایک زندہ مذہب ہے اس لیئے کہ اسکے اصولون پر چلنے سے انسان اپنے اندر زندگی کی روح کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ لیتا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ مین ایسے انسان اسلام کی زندگی پر عملی اور ذاتی شہادت دینے والے موجود ہوتے ہین لیکن دوسرے مذاہب مین کبھی کوئی اسکی نظیر پائی نہین جاتی پھر ہمکو ان کی زندگی کا اعتراف ہو تو کیونکر؟

کس قدر تعجب اور حیرت بڑھ جاتی ہے جب ہم یسوع مسیح کے کلمات مین بزدلی اور ضعیف القلبی کو مشاہدہ کرتے ہین عیسائیون کو شرم نہین آتی وہ دعوے تو یہ کرتے ہین کہ یسوع خدا تھا لیکن وہ اپنے شاگردونکو کہتا ہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون حالانکہ اس اقرار سے کوئی ان کو ہلاک نہین کرتا تھا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین تلوارون کے سایہ مین کبھی کہہ رہے تھے مین محمد ہون مین نبی اللہ ہون مین ابن المطلب ہون۔ اللھم صل علےٰ محمد و علےٰ آل محمد و بارک وسلم اسقدر عظیم الشان شجاعت کسی قلب کو مل نہین سکتی جب تک کہ خدا تعالےٰ کا عرش اسکے اندر نہ ہو۔

تعصب اور ہٹ دھرمی کا برا ہو کہ یہ انسان کو دیکھتے ہوئے اندھا اور سنتے ہوئے بہرا بنا دیتی ہے۔ بہت سے لوگونکو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت حجت اللہ مسیح موعود نے بعض مسائل سید احمد خانصاحب کی تحریر و نسے لیے ہین یہ اعتراض اسی قسم کا ہے جیسے بعض عیسائیون نے کئے ہین کہ قرآن شریف عیسائیون اور یہودیون کی کتابون کا اقتباس ہے قطع نظر اسکے سید صاحب کا امام و مقتدا یورپ کا فلسفہ تھا اور جو بات یورپ کے فلسفی بیان کرتے سید صاحب اسکو تسلیم کر لیتے تھے بحالیکہ حضرت حجۃ اللہ کا امام و مقتدا کتاب اللہ الحکیم ہے اور قانون قدرت کے واقعات صحیحہ یقینیہ کا معیار اور جانچ قرآن کریم ہے اگر خلاف سارے جہان کا فلسفہ باطل ہے برخلاف اسکے سید صاحب یورپ کے طبعی اور فلسفہ کے آگے سجدہ مین گر کر خواہ مخواہ کوشش کرتے تھے کہ قرآن کی نیاز مندانہ صلح اس سے کرا دین
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مجددین الٰہی اور مامور من اللہ لوگ جنکا سرچشمہ روح اور راستی ہوتا ہے وہ جب کبھی کسی ریفارمیشن یا تجدید کا ارادہ کرنا چاہتے ہین کبھی ٹلتے ہی نہین لوگ لاکھ جتن کرین کتنی ہی جان توڑ کوشش کرین وہ اپنے ارادہ سے ڈگمگانا جانتے ہی نہین انکو کوئی ترغیب یا ترہیب ارادہ حقہ کے اتمام و کمال سے ہرگز ہرگز نہین روک سکتی یہی وجہ ہے کہ آخر دنیا ان مجددین کو مجنون کہنے لگتی ہے جیسے ہمارے رسول اکرم کو بھی کہا گیا کہ انک لمجنون مگر انجامکار دنیا کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ راستباز۔ صادق اور مامور من اللہ ہین +

ضلع گورداسپور کے بعض معاملات

گورداسپور کے ڈاک خانہ مین اندھیر — ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورداسپور کے ڈاکخانہ مین ایک عجیب اندھیر مچا ہوا ہے معلوم نہین اسپر محکمہ ڈاک خانہ کے بالائی اہلکار سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے پوری توجہ ابھی تک کیون نہیں کی گئی - ہم الحکم کی اگلی اشاعتوں مین انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ان امور پر روشنی ڈالین گے جو **پوسٹماسٹر جنرل** کی توجہ کے قابل ہین -

سر دست ہم ایک امر پیش کرتے ہیں اور **پوسٹماسٹر گورداسپور** سے امید کرتے ہین کہ اگر وہ ہماری تحریر مین کوئی امر قابل اصلاح پائین تو اس کی تردید واقعات کے رو سے کر دینے کے وہ مجاز ہین کیونکہ ہم اس معاملہ پر محض نیک نیتی سے نکتہ چینی کرتے ہین وہ امر توجہ طلب یہ ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ بعض **ہرکارون کو سنہ ۱۹۰۱ء** کے بعض مہینوں کی تنخواہین اب تک نہین دی گئی ہین اور ایک آدھ آدمی کی نسبت ہی اس قسم کی کارروائی نہین ہوئی - بلکہ ایسے مظلوم بہت سے ہین جن کے ساتھ اس قسم کے سلوک ہوئے ہین یہ سارا سلسلہ تساہل کے ساتھ کہل نہیں سکتا بلکہ اس میں پوری تفتیش اور تحقیقات بکار ہے کہ یہ کیا ہوا کہ ایک ایک یا دو دو مہینوں کی تنخواہ نہین ملی اور پھر متواتر ملتی رہی - یہانتک ہی بس نہین ہوئی - یہ امر شاید کسیقدر خفیف قرار دیا جاتا لیکن ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے - کہا جاتا ہے کہ **کمی پورا کرنے کے لئے بعض ہرکارونکو اگر ایکماہ کی تنخواہ دی گئی ہے تو دو دو ماہ کی ان سے واپس لی گئی ہے** - یہ معمہ ہماری سمجھ مین تو آتا نہین - امید ہے ڈاک خانہ کے ذمہ دار اسپر توجہ فرماوین گے - ہم جیسا کہ اوپر ذکر کر چکے ہین اسپر مبسوط بحث کرنا چاہتے ہین - اس لئے ایسے تمام ہرکارون کو جن کو ابھی تک تنخواہین نہین ملی ہین یا جن سے واپس لی گئی ہین - اور جنکی عرضیون پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی - اطلاع دیتے ہین کہ وہ اپنے واقعات سے ہمین اطلاع دین - ہم ان واقعات کو الحکم کے ذریعہ پوسٹماسٹر جنرل تک پہنچانے کی کوشش کرینگے جن کی بیدار مغزی نے انکو پنجاب مین قابل تعریف بنا دیا ہے -

---

نائب تحصیلدارونکے محرر — یہ دیکھکر ہم کو کمال تعجب اور افسوس ہوا ہے کہ نائب تحصیلداران کے محرر دراصل چپڑاسی ہوتے ہین اور وہ محرر جوڈیشل کا کام کرتے ہین ان کو چھ سات روپیہ تنخواہ ملتی ہے - ایکطرف رشوت لینا گورنمنٹ کے نزدیک جرم ہے اور حقیقت میں جرم ہونا چاہئے لیکن بعض صورتوں مین واقعات اس قسم کے ہوتے ہین کہ رشوت لینے کے محرک ہوتے ہین اور ان محرکون مین گورنمنٹ کی مزید توجہ نہ ہونا بھی ہوجاتا ہے لارڈ کرزن نے اس سوال پر بہت غور کی ہے اور کئی مرتبہ پبلک نے ان باتونکو سنا ہے کہ وہ ذمہ دار لوگون کی کمی تنخواہ کے سوال کو حل کرنا چاہتے ہین اور ہمین امید ہے کہ یہ سوال حل ہوجائیگا -

نائب تحصیلدارون کے محرر جو سات یا چھ روپے کے چپڑاسی ہوتے ہین - انکو اپنی حیثیت اور وضع قائم رکھنے کے لئے جوانکے منصب اور کام کے لحاظ ضروری ہے - یہ تنخواہ ہرگز مکتفی نہین ہوسکتی اور یہ امر بالکل عیان ہے - پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اس حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے رشوت نہ لین تو کیا کرین - ہم اس امر کی تو کوئی کافی وجہ پیش کرنا نہین چاہتے کہ وہ رشوت ضرور لیتے ہین ممکن ہے بہت سے ایسے ہون جو گھر سے آسودہ حال ہون اور آمدنی کے اور ذرائع رکھتے ہون اور محض **نائب تحصیلدار کے محرر منشی** کہلانے ہی کا شوق ان سے یہ کام کراتا ہو لیکن اکثرون کے لئے بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے - ہم کسی خاص شخص کی نسبت اس قسم کی بحث کرنا نہین چاہتے بلکہ اس سوال کو عام سوال کے طور پر زیر بحث قرار دیتے ہین کہ اس حیثیت اور **تنخواہ کا آدمی کیونکر گذارہ کر سکتا ہے** بہر حال یہ امر گورنمنٹ کے لئے قابل توجہ اور پریس کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات پر بحث کرکے گورنمنٹ کو مفید مشورہ دے +

ہم اس قدر لکھ چکے تھے کہ ہمین معلوم ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب اسپر توجہ کرنا چاہتی ہے اور غالباً ضلع گورداسپور کے **لائق** اور بیدار مغز ڈپٹی کمشنر **میجر ڈوالس** کے ... سامنے بھی یہ سوال ہے تو پھر ضروری معلوم ہوا کہ اس سوال کے دوسرے حصہ پر بھی غور کی جاوے کہ کیا اس عہدہ کی تنخواہ مین اگر **اضافہ نہو تو پھر اسپر جدید ملازم رکھے جاوین یا وہی لوگ جو اب تک کام کرتے آئے** اور جن کو پورا تجربہ ہو چکا ہے - غالباً یہ امر تو بہر حال مسلم ہے کہ تجربہ کار کو نو آموز پر ترجیح دینی چاہئے - پھر اسپر زیادہ بحث کی ضرورت کیا - ہان یہ دیکھ لینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمات کے لحاظ سے جو شخص زیادہ مستحق معلوم ہو اس کو مقرر کیا جاوے بعض ایسے محرر اسی ضلع گورداسپور مین اس عہدہ پر کام کرنیوالے ملین گے جو کئی کئی سال سے کام کرتے ہین اور ہمیشہ اپنے افسرونکو اپنے کام سے انہون نے خوش کیا ہے - اس لئے وہ زیادہ حقدار ہین کہ ترقی تنخواہ کی صورت مین پہلے ان کو جگہ دیجاوے میجر ڈوالس کی انصاف پسند اور غور کن طبیعت ہمین یقین دلاتی ہے کہ اگر کوئی ایسی تحریک ہوئی تو وہ **حق بحقدار رسید** کی شکل ثابت کر دکھائینگے - اس لئے ضلع گورداسپور کے متعلق نائب تحصیلداران کے محررون کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انکا معاملہ میجر ڈوالس کے سامنے ہے امید ہے کہ میجر صاحب اپنے مشہور انصاف کے نتائج سے گورداسپور کی رعایا کو بھی ویسا ہی گرویدہ بنالینگے جیسا کہ امرتسر اور سیالکوٹ مین آپ نے ... لوگونکو اپنا گرویدہ بنا لیا

سٹیشن بٹالہ کا بکنگ افس — محکمہ ریل کے ذمہ دار افسرونکو بٹالہ کے بکنگ آفس کی طرف بہت جلد توجہ کرنے کی ضرورت ہے - ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ٹرین آنے سے صرف چند منٹ پیشتر ٹکٹ گھر کھولا جاتا ہے اور پھر معمولی کھڑکی کی راہ سے ٹکٹ لینے والے تو بچارے کھڑے انتظار کرتے ہین اندر سے واقف کارون اور دوستون کی فرمائشون کی تعمیل ہوتی رہتی ہے - انٹرمیڈیٹ کلاس اور عورتون کے لئے ٹکٹ تقسیم کرنیکا کوئی باقاعدہ انتظام نہین ہے - ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا جاتا ہے جس سے ازبس تکلیف

۲۴ بطور خود اس کا انتظام فرماوین یا بائی ... اسپر توجہ کرین +

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(سلسلے کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۱۷ جلد ۶)

یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے وقف کردے اور سپرد کردے اور اعتقادی اور عملی طور پر اسکا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہون وہ بمشقت اور تکلیف کی راہ سے نہون بلکہ ان مین ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کردے۔

حقیقی مسلمان اللہ تعالےٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہکر اور مانکر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنیوالا اور محسن ہے۔ اس لیئے اسکے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش مین کچھ بھی نہین ملے گا۔ اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہین نہ لذات ہین تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہین سکتا کیونکہ اس کی عبادت اور خدا تعالےٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت مین فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہین ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت مین خدا تعالےٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اسکا ہے ہی نہین اس لیے وہ اپنی خداداد قوتون کو جب ان اغراض اور مقاصد مین صرف کرتا ہے تو اسکو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہین ہوتی۔ مین کہتا ہون کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلادیا جاوے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت مین سخت سے سخت سزا دیجاویگی تو مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفون اور بلاؤن کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کیصورت مین دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھ کر اور دکھون اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی مان اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی تو بادشاہ اس سے خوش ہوکر انعام دیگا تو ایک مان کبھی گوارا نہین کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ مین اپنے بچے کو ہلاک کرے اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لیے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی مین کتنی ہی آسایش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کیجاوے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہوکر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اسکے لیے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت مین داخل نہین ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہین کرتا ہے اس لیے مین تمکو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہون کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے خدا تعالےٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جسکا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت مین جمعہ کا دن بھی ہے۔ جس روز اتمام نعمت ہوا یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت لیظہرہ علی الدین کلہ کیصورت مین ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لیئے کہ اتمام نعمت کی صورتین دراصل دو ہین اول تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت اب تم غور کرکے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کامل طور پر ہوچکی لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ مین ظہور فرماوین۔ اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لیظہرہ علی الدین کلہ اس شان مین فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان مین نکل آوین اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہوجائین اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اسوقت پریس کی طاقت سے کتابون کی اشاعت اور طبع مین جو جو سہولتین میسر آگئی ہین وہ سب کو معلوم ہین ڈاکخانون کے ذریعہ سے کل دنیا مین تبلیغ ہو سکتی ہے اخبارون کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے ریلونکے ذریعہ سفر آسان کردیئے گئے ہین غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادین ہوتی جاتی ہین اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتین نکلتی آتی ہین۔ اسلیئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لیظہرہ علی الدین کلہ

کہہ کر فرمائی تھی یہ وہی زمانہ ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت مین دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس مین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔

اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ مین ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قایم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہونچا ہے لیکن تھوڑے ہین جو اس سے آگاہ ہین اور بہت ہین جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین مگر **وہ وقت قریب ہی ہے کہ خدا تعالے**

اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائیگا

اور اپنے زور آور حملوں سے دکھلائیگا

کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مین سچ کہتا ہون کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالے نے سعادت مندون کے لیے پیدا کر دی ہے مبارک وہی ہین جو اس سے فایدہ اٹھاتے ہین + تم لوگ جنہون نے مجھ سے تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تمنے پانا تھا پا چکے یہ سچ ہے کہ تم ان منکرون کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہون نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تمنے حسن ظن سے کام لیکر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہونچے ہو جو اسوقت **خدا تعالے نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے** ہان پانی پینا ابھی باقی ہے پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہین سیراب کرے کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدون کچھ بھی نہین ہوسکتا + یہ مین یقیناً جانتا ہون کہ جو **اس چشمہ سے پئیگا وہ** ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملون سے محفوظ کرتا ہے + اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے ؟ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو **حق** تم پر قایم کیے ہین ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ انہین سے ایک **خدا کا حق** ہے دوسرا مخلوق کا۔ اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہین ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیون عیسائیون یا دوسرے مشرک بت پرستون کو سکھایا جاتا اور وہ اسکو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انپر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔ (باقی آیندہ)

قصص قرآنی کی فلاسفی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض قرآن کریم کے قصص قصص نہین ہین وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بروزی ظہور کے واقعات ہین + جو ان نالایقون نے قصے بنا دیے ہین۔ میرے بیان پر اگر کسی کو غیظ آجاوے تو ایک اور بات کہتا ہون کہ انہون نے قصون کے رنگ مین اسے پڑھا ہی کیون ؟ وہ نمازون مین سورہ فاتحہ کو ہر روز پڑھتے تھے مگر کیا انہون نے کبھی اسپر غور بھی کی ؟ کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کیا مراد ہے ؟ اور غیر المغضوب علیہم سے کیا غرض ؟ وہ سوچتے اور فکر کرتے کہ وہ کونسی راہ ہے جسپر چل کر کوئی قوم منعم علیہ یا مغضوب علیہ ہوسکتی ہے اور کیا قرآن نے اس راہ کا پتہ دیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ مین کیسی صفائی کے ساتھ یہود کے حالات بتائے ہین اور پھر سورۃ فاتحہ کو ضالین پر ختم کیا ہے اور قرآن شریف کو خناس کے ذکر پر ختم کیا اے قرآن کریم کے عاشقو ! ذرا غور تو کرو۔ کہ خدا تعالے کی جلیل کتاب نے کیسا نظام رکھا ہے اور پھر اسپر بھی غور کرو کہ سارے نبی دجال سے ڈراتے آئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اس انذار سے ایک مقصود اعظم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور اسکے ظہور پر فواتح الکہف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس مین انسان کو خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کا ذکر ہے اور جسکے لیے تکاد السموات یتفطرن منہ آیا ہے اور پھر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ ضالین سے نصارے اور مغضوب سے مراد یہود ہین۔

ان ساری باتون کو یکجا جمع کرو اور پھر سوچو ! کیا کوئی دانشمند ہے جو اس نکتہ پر غور کرے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین ایک عظیم الشان فتنہ ہوگا۔ جب کہ مسلمان یہودی رنگ کے ہو جائین گے اور اسقدر مشابہت ان سے پیدا کرلینگے کہ اگر کسی یہودی نے مان سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کرینگے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطرناک سیرۃ اختیار کرلینگے اور دوسری طرف نصارے کا فتنہ زور شور سے ہوگا۔ قرآن کی بے عزتی اور توہین کا فتنہ حد سے بڑھیگا اسوقت سورہ فاتحہ کی ہی ترتیب کے موافق ضروری ہے کہ ایک منعم علیہ کی راہ انہین ہو اور وہ **مسیح موعود** کی راہ ہے جبکہ یہودیون کا رنگ اختیار کرلیا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ایک مسیح ان مین ہو جاتو کیونکہ مغضوب علیہم وہی ہین جنہون نے مسیح کا انکار کیا تو کیا خدا سورۃ فاتحہ کی سات آیتین قرار دیکر سبق نہین دیتا کہ ساتوین ہزار پر مسیح موعود کے منکر ہوکر یہود نہ بن جانا + ظالم ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرتا ہے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ خدا اسکے فرشتون اور زمین کے راستبازون اور پاکون کے نزدیک یہی حق ہے قرآن کریم کے نصوص

صریحہ شہادت دیتے ہین اب اتفاقی گواہ نشر
نہین رہی قرآن نے کسقدر واضح الفاظ
مین کہاہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہداً
علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اب
دیکھو کہ مماثلت موسوی کا سلسلہ طبعی طور
پر تقاضا کرتا ہے کہ چودھوین صدی کے
سر پر ایک مسیح موعود پیدا ہو مین کہتا
ہون کہ اگر کوئی بھی دلیل اس صدی
پر مسیح موعود کے آنے کی نہ ہوتی تب بھی
سلسلہ موسویہ کی مماثلت طبعی طور پر چاہتی
کہ ایک مسیح ہو۔ اور اسپر کہا وعد اللہ الذین
آمنوا منکم الایۃ یعنے مین تم مین اسی طرح
خلیفون کا سلسلہ جاری کرونگا۔ جیسے تمسے
پہلے کیا یہ آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ جیسے
حضرت موسے علیہ السلام کا سلسلہ استخلاف
چودھوین صدی مین مسیح پر ختم ہوا تھا اسی
طرح ضروری تھا کہ مسیح موعود پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ استخلاف
ختم ہو۔ اللہ کے لیے سوچو مفتریون کے لیے
دلایل اور حجج نہین ہوتے۔

آخر مین کہتا ہون کہ دانشمند وا یہودیون
کے قصوں مین عبرۃ لو۔ آسمان گواہی دے
رہا ہے زمین گواہی دے اٹھی ہے۔ لیکن
اسوقت جو نہین سمجھتا وہ بدقسمت ہے۔
سوت آخر اسکو سمجھاوےگی خدا کا مسیح آگیا
وہ اپنا کام پورا کر رہا ہے جو اتفاق دین کیلئے اور
بتون کی سرشکنی کے لیے ہے اس نے
جو علم کلام ایجاد کیا ہے اگر اسکا دعوے
نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی خدمات اسلام
کے لیے اسی قسم کی ہین کہ اسکے پاؤن
چوم کر اسے تسلیم کر لیا جاتا مین ان کو مبارکباد دیتا
ہون جنہون نے اس کو تسلیم کیا اور
جنہون نے ابھی نہین مانا ان کے لیے
چاہتا ہون کہ خدا تعالے ان کی آنکھین
کھولے اور وہ قرآن کو داستان سرائی
کے طور پر نہ پڑھین یہ داستانین نہین
بلکہ عظیم الشان پیشگوئیان ہین خدا کے
لیے پڑھو اور غور کرو۔ خدا تعالے ہمکو
قرآن کی اتباع نصیب کرے۔ آمین

خطبہ کا خلاصہ

۱۶ مئی ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی
عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ
نے جو مختصر سا خطبہ پڑھا وہ اس آیت پر
تھا یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم
و اولادکم عن ذکر اللہ۔ فرمایا مومنو!
اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری
اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے
اللہ تعالے نے انسان کو اس لیے
پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی عزت اور
جلال کے قایم کرنیوالا ٹھہرے۔ جیسا کہ خود
اسنے فرمایا ہے ما خلقت الجن و الانس
الا لیعبدون۔ یعنی جن و انس کی خلقت
کی علت غائی اور پیدائش کی اصل غرض
یہ ہے کہ وہ میری عبادت کرین۔ یعنے
اپنے ہر فعل اور قول مین انسان اللہ تعالی
ہی کی عظمت کو قایم کرنے والا اور اس کی
رضا کا جویا ہو۔

مگر یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر
انسان اپنے کاروبار مین ایسے مصروف
ہین کہ کبھی اللہ تعالے کا خیال بھی نہین آتا
جیسے شہد کی مکھی شہد مین جا کر پھنس جاتی
ہے اور آخر مر جاتی ہے اسی طرح انسان
ان دنیوی لذات اور سفلی خوشیون مین
ایسا محو ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھا ہے۔
اور اسقدر زمین کیطرف جھکا ہے کہ آسمان
کی طرف اسکی نگاہ اٹھ نہین سکتی ہے۔
پس اللہ تعالے کی اس آواز پر کان
لگاؤ۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی
خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔
اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو
جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آباؤ
اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اس
عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤگے
اور دکھون سے بچ جاؤگے۔
حقیقت مین خدا تعالے کی عبادت ہی ایک
ایسی چیز ہے جو انسان کو دکھون سے
نجات دیتی ہے اور یہ عبادت خدا
تعالے ہی کا حق ہے جسنے پیدا کیا ہے۔
انسان کی فطرت مین یہ بات رکھی ہے
کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔
اسی لیے اللہ تعالے اس کی فطرت
کے موافق یہ احسان پیش کرتا ہے۔
جب انسان اللہ تعالے کے احسان
پر نظر کرتا ہے اور ان مین فکر کرتا ہے
تو اسکا دل خدا تعالے کی محبت سے
بھر جاتا ہے پھر وہ اس مقام پر پہنچ
جاتا ہے جو والذین آمنوا اشد حبا للہ
مین بیان کیا گیا ہے۔

پس یاد رکھو کہ انسان سچا موحد اسوقت
کہلاتا ہے جب وہ دین کو دنیا پر
مقدم کر لیتا ہے یہ وقت بہت مشکلات
کا ہے خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے
تم مین سے بہت ہین جو اس سے
بے خبر نہین کل ہی مین نے اخبار مین
پڑھا ہے کہ ایک آتش خیز پہاڑ کے
پھٹنے سے کئی ہزار جانین تباہ ہوگئی
ہین کئی جہاز پاش پاش ہوگئے
ہین۔

اسی لیے خدا کے غضب اور عذاب
سے ڈر جاؤ اور اپنے اعمال مین
تبدیلی کرو۔ اور خدا تعالے کی عظمت
اور جلال کو قایم کرنے مین لگ جاؤ
خدا سے دعا کرو کہ وہ اس آگ سے
جو دنیا مین لگ رہی ہے تمہین محفوظ
رکھے چلتے پھرتے استغفار کرو اور
دعا مین لگے رہو۔ آمین

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے۔

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

ایڈیٹر الحکم کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! السلام علیکم ورحمتہ و برکاتہ۔

مین آپکے خط مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۶ء کی (جو میرے رجسٹرڈ خط کے جواب مین لکھا گیا ہے) آپکو شکر گذاری کے ساتھ رسید دیتا ہون اور چند ضروری امور آپ کی خدمت مین پیش کر کے امید کرتا ہون کہ آپ خدا ترس دل لیکر تنہائی مین ان امور پر غور کرینگے۔

آپنے اپنے خط مین میری گذارش کے موافق ان تمام مضامین کو جو پیسہ اخبار مین اور اسکے جواب مین الحکم مین چھپے ہین باترتیب شایع کرنیسے مین وجہ انکار کیا ہے مین نہین چاہتا کہ خواہ نخواہ اسپر اصرار کرون اگرچہ آپ اگر پیسہ اخبار کی بہتری کے خیال سے مجھ سے دریافت کرین تو مین آپ کو پتہ دینے کیلئے تیار ہون کہ اس مین بہت سے غیر ضروری اور لمبے مضمون بعض وقت شایع ہو جاتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نگاہ سے بھی مخفی نہ رہتے ہونگے۔

بہر حال مین ایک بے دلیل ضدی متعصب کی طرح آپکو ہرگز ہرگز اس تکلیف کے برداشت کرنے پر مجبور نہین کرتا جو آپ کی طاقت سے بالاتر ہو۔ اور یہ امر آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مین خدا کے محض فضل سے کبھی کسی ایسے امر پر مصر نہین ہوا جسکے متعلق مین نے کافی غور نکر لی ہو اور بدلایل اسے معقول نہ پایا ہو۔ اور خواہ مخواہ ضد اور دوسرے کو زیر کرنا مقصد ہو بلکہ مین اسکو بہت ہی مذموم سمجھتا ساہون چنانچہ آپنے اسوقت بھی مجھ مین دیکھی تھی جبکہ پیسہ اخبار کے کارخانہ کے ساتھ میرا تعلق تھا بلکہ آپکو یاد ہوگا کہ پیسہ اخبار ہی کے تعلق سے مجھے سب سے پہلے اس ندا کی خبر پہنچی تھی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام سے آنیوالے انسان نے دنیا کو سنائی تھی بہر حال مین آپکو مجبور کر کے اشاعت کے اس سلسلہ کو ایک اور صورت مین لانا چاہتا ہون اور جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دوسری جگہ اعتراف کیا ہے کہ آپ میرے خطوط جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اغراض کی تائید مین ہون چھاپنے کے لیے حسب وعدہ مستعد ہین اس سے فایدہ اٹھانا چاہتا ہون اور آپکی مہربانی کا شکر گذار ہون البتہ آپکی اس شرط کو کہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہو مین غیر ضروری سمجھتا ہون اور اسکی اصلاح ان الفاظ سے کر دیتا ہون کہ بلاوجہ الیسا طول نہ دیا جاوے جو پیسہ اخبار کے صیغہ مراسلات کی گنجایش سے بڑھ کر ہو۔

مین آپ کی اس مورل کرج (اخلاقی جرات) کے بہترین نتایج کی امید کرنی چاہتا ہون جبکہ آپ میرا وہ مضمون جو اس عریضہ کے ہمراہ رجسٹری کرا کر الگ ارسال ہے پیسہ اخبار کے قریب ترین اشو مین شایع کر دینگے۔

جیسا کہ مینے پہلے عرض کیا ہے پہلے تمام سلسلوں کو محض اسلیے چھوڑ کر کہ پیسہ اخبار انکے اندراج کی گنجایش نہین رکھتا یہ راہ اختیار کر لی گئی ہے اور جب آپ غور کرینگے تو قرین قیاس ہے کہ آپ اس تجویز کو پیسہ اخبار کی دلچسپی کو بڑھانے والی پائینگے۔ اور بہت ہی خوشی سے اسپر عمل کرینگے۔

جو مضمون اس عریضہ کے ہمراہ ہے آپ اسے پیسہ اخبار مین اپنے اس قسم کے نوٹ کیساتھ چھاپ دین کہ ہم اس مضمون کو محض صداقت کے امتحان کیلئے شایع کرتے ہین اور ان تمام لوگونکو جو بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی رکھتے ہین اور وہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتراض کرتے ہین۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ بھی اگر اسی قسم کا کوئی مضمون جس مین وہ اپنے شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو شایع کرانا چاہین بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ ضرور ایسے موقعہ پر بنی نوع کی روحانی اور جسمانی بھلائی کے ارادہ سے دعا کر کے اس قسم کی اطلاع شایع کرین کہ فلان مقام بذریعہ الہام انکو معلوم ہوا طاعون سے محفوظ رہیگا۔ غرض اس قسم کا نوٹ دیکر آپ اس مضمون کو شایع کر دین اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دین کہ پیسہ اخبار اب اسوقت تک جبکہ یہ میعاد گذر جاوے خود کوئی رائے اس سلسلہ کے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا اور نہ انصاف پسند اور حق جو پبلک کو شایان ہے کہ وہ تہذیب اور شایستگی کے حدود سے نکلکر جلد بازی کر کے کوئی رائے قبل از وقت ظاہر کرنے کی کوشش کرے بلکہ راستی سے پیار کرنیوالون کیطرح صبر اور خاموشی سے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اور آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ آپ اسوقت تک بالکل خاموشی سے نظارہ کرین۔ غرض آپکا اخبار ایک دلچسپی کا عمدہ ذریعہ ہوگا اور یہ مذہب حق کی نمایش ہوگی۔ آپ مسلمان ہین مسلمانون کی ہمدردی اور بہی خواہ ہونیکا کم از کم .... آپکو دعوے ہی ہے اس سے غیر قومون پر بھی ایک حجت اسلام کی قایم ہوگی۔ الغرض آپ میرے اس مضمون کو شایع کرین اور انجام کے لیئے انتظار۔

ایڈیٹر صاحب آخر ہمکو ہر کر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے جلد بازی یہان فایدہ نہین پہونچا سکتی آپ ایک آزاد خیال ایڈیٹر کے فرایض منصبی ہی کی لحاظ سے بالکل نیوٹرل رہ کر اس نظارہ کو دیکھ لین۔ آخر مین مین آپکو یقین دلانا چاہتا ہون کہ الحکم کو آپسے کوئی ذاتی عداوت نہین بلکہ کسیقدر تعلق رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ روشن پیسہ اخبار کے اسٹاف مین ایڈیٹر الحکم نے آپکی مرضی کے موافق شامل ہونا پسند کر لیا تھا۔ ہان اسکو کوئی منصف مزاج طبیعت بھی گوارا نہین کر سکتی کہ ایک شخص کا (جو سچے دل سے ایک بات کو حق یقین کرتا ہے اور اسکے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ سمجھتا ہے) یہ فرض نہین ہونا چاہیئے کہ جب اسکے ایسے عقیدہ پر بزدلی سے حملہ کیا جاوے تو وہ اسکی حفاظت نکرے؟ نہین اسوقت اسکا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کیلئے ہر طرح تیار رہو پس پیسہ اخبار کے خلاف جب کبھی کچھ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض حق اور انصاف کی حمایت سے اور جب کبھی اس قسم کا موقع پیش آیا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ پیسہ اخبار نے سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے اور ان تعلقات کیوجہ سے جو پیسہ اخبار کیساتھ میرے رہے ہین مجھے سخت ناگوار معلوم ہوا ہے۔

رقم خرچ کر کے دنیا کی خاطر اسقدر طویل سفر کیا ہے چند روز کیلئے اگر آپ قادیان مین آکر بھی بسر کرین تو غالباً آپکے لئے بہت مفید ہوا اور آپ کم از کم ایک رائے قایم کرنے کے حقدار تو ہو سکین۔ اب مین اسپر اس خط کو ختم کرتا ہون۔ من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن باری ۔ خرد از بہر این روز است اے دانا و بینا۔ منتظر ہون آپکا خیر طلب۔ یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

رقیمہ ابوداؤد نمبر (۴)

بجواب خط حضرت ابوالمحامد منشی حسن علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت ابوالمحامد منشی حسن علی صاحب السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ آپکا خط گرامی متضمن چند استفسارات واسطے جواب کے خاکسار کو مرحمت فرمایا گیا مضامین مندرجہ سے آگہی حاصل ہوئی اگرچہ طلب حق کی خوشبو اسکے ہر ایک فقرہ سے مشموم ہوتی ہے مگر اس امر سے افسوس بھی پیدا ہوتا ہے کہ مستفسرین نے یا تو ہماری کتابوں اور رسایل کو مطالعہ نہیں فرمایا اور یا بہ تقاضائے غلو و رسوخ خیالات قدیمہ کے ہمارے رسائل کے مضامین سر حقنہ سے انکو ذہول ہے - بہرحال چونکہ جناب کو جواب استفسارات مندرجہ خط کا علاوہ کتب مصنفہ کے جداگانہ لینے ہی پر اصرار ہے اور پھر اسکے ساتھ اختصار بھی منظور ہے لہذا بحکم ما قلّ و دلّ خیر مما کثر و الہیٰ کے جواب مختصر اور ایک جدید طرز کے ساتھ دیا جاتا ہے - باقی تفاصیل کا حوالہ کتب و رسائل مصنفہ پر ہے مگر یہان پر ضرور ہے کہ اولاً آپ مقدمات اربعہ متناسبہ ذیل کو پیش نظر رکھیں اور پھر ہر ایک سوال کا جواب انہین مقدمات کے بموجب حل فرما لیوین کیونکہ یہ مقدمات اربعہ متناسبہ ناظرین کو اس خط کے مضمون کے سمجھنے مین بھی کام دیوینگے اور ہمارے سلسلہ کے ہر ایک رسالہ اور کتاب کے سمجھنے کے لیے آیندہ کو بھی مفید ہونگے وہی ہذہ

مقدمہ اول

واضح ہو کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے بارہ مین درمیان فیج اعوج کے اس قدر اختلاف تھا کہ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہوگیا تھا اور اس اختلاف کی توفیق و تطبیق بھی آج تک کسی نے ایسی نہین کی تھی جس سے اس پیشین گوئی کے بارہ مین کسی کو اطمینان و ثلج صدر کے ساتھ حاصل ہوتا یہی وجہ اکثر فرقے جو اہل اسلام مین ہین اسباب کے منکر اور مکذب بھی ہوگئے امر قبل از وقت جس امر کی ترجیح کسی وجہ سے کسی کو حاصل ہوئی اس نے وہی مذہب اپنا اختیار کرلیا بناء علےٰ ہذا - اس پیشین گوئی مین مذاہب شتی اور مختلفہ پیدا ہوگئے تھے اور یہ بھی واضح رہے کہ مابین الشیعہ بھی مہدی کے بارہ مین بڑا اختلاف ہے جس مین تطبیق کرنا ایسا ہے جیسا کہ اضداد مین جمع کرنا آپ کیونکر تحریر کرتے ہین کہ اس بارہ مین شیعہ و سنی ہر دو فریق کا اتفاق ہے بلکہ اس اختلاف عظیم الشان مین تو قبل از وقت وقوع پیشین گوئی کے خواہ محی الدین بن عربی ہوں یا علامہ شوکانی و جزری وغیرہم علما ایسے حکم نہین ہوسکتے جنکا فیصلہ واجب القبول ہوجاوے کیونکہ یہ فیصلہ قبل از وقت تھے اور تفاصیل جزئیہ پیشین گوئی کا علم قبل از وقت علماء ظواہر کو بلکہ علماء بواطن کو بھی نہین دیا جاتا کیونکہ اس کی ابھی ضرورت ہی نہین ہوتی ہے - کیونکہ ہر ایک مقدمہ مین فیصلہ تو بعد علم تمام تفاصیل جزئیہ کے ہوا کرتا ہے - ہان اس پیشین گوئی کا قدر مشترک صرف اسقدر ضرور ثابت ہے کہ زمانہ آخر مین ایک عظیم الشان مصلح اور مجدد بنام مسیح بن مریم حکم ہوکر مبعوث ہوگا اور فتن دجالیہ کو نیست و نابود کرکے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کردیویگا اور باقی تمام ادیان باطلہ اسکے عہد مین ہلاک ہوجاوینگے - اور کچھ ہوا عقلی بھی دنیا مین ایسی ہی چلےگی کہ اس کی اس کوشش بعثت کے موافق ہوگی و بس - اب تمام و کمال اختلافات مذاہب و روایات کا بیان اس خط مختصر مین کیونکر ہوسکتا ہے - ہان صرف امور مندرجہ آپ کے خط مین جو اختلاف باعتبار مذاہب مختلفہ و روایات متضادہ کے ہے اپنے اپنے نمبر کے ذیل مین مختصراً انشاءاللہ تعالےٰ بیان کیا جاویگا تاکہ اس مقدمہ کا ثبوت بھی اہل انصاف پر ثابت ہوجاوے اور پھر کسی طرف سے دعوے اجماع یا اتفاق کا صادر نہو -

مقدمہ ثانیہ

ایسا اختلاف عظیم کہ مذاہب فرق اسلامیہ بھی اس مین مختلف ہوں اور روایات حدیثیہ بھی متضادہ ہوں اور پھر اس مین مذہب باطلہ عیسائیوں کی تائید بھی ہوتی ہو دین اسلام کو سخت مضر تھا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو ایک حملہ عظیم کرنیکا موقع ملگیا تھا - علاوہ برین اس قسم کے اختلافات من عند اللہ بھی ہرگز نہین ہوسکتے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا - پس رحمت اور حکمت الہی بھی اسی کی مقتضی تھی کہ اس اختلاف عظیم کا فیصلہ پورے طور پر کسی حکم عدل کے ذریعہ سے کیا جاوے کیونکہ وعدہ الہی ہوچکا ہے - کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون -

مقدمہ ثالثہ

چونکہ دین اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ تمام ادیان سماویہ سے اکمل تر ہے کما قال اللہ تعالےٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا - لہذا دین اسلام کے ایسے کلیات اور اصول بھی ضرور ہونگے جن سے اس خدا عظیم متعلق اختلافات کو کوئی حکم دور کرکر مراد الہی کو بزور علم ظاہری و بقوۃ علم لدنی و نیز نشانات سماویہ و ارضیہ خارق خود دنیا پر ظاہر کردیوے پس جبکہ ہم ان اصول کا تفحص اسلام مین کرتے ہین تو صحابہ کرام کے وقت سے لیکر اس وقت تک یہی پاتے ہین کہ تمام نزاعوں اور اختلافات مین اول فیصلہ قرآن مجید سے کیا جاتا ہے کیونکہ ذلک الکتاب لاریب فیہ سوائے کتاب اللہ کے کوئی دوسری کتاب موجود نہین ہے بعد قرآن مجید کے